



4815CH04

مجھے میرے بزرگوں سے بچاؤ

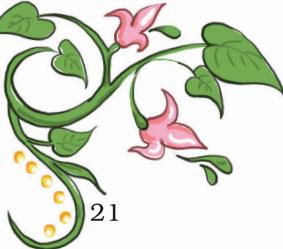
کنہیا لال کپور

پیدائش : 1910 وفات : 1980

کنہیا لال کپور چک ضلع لاکل پور (موجودہ فیصل آباد، پاکستان) میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام ہری کپور تھا۔ طنز و مزاح کے میدان میں کنہیا لال کپور اہم مقام رکھتے ہیں۔ ان کے اہم مضامین اخبار بینی، 'چینی شاعری'، غالب ترقی پسند شعرا کی محفل میں، وغیرہ ہیں۔ ان کی کتابوں کے نام سنگ و خشت، شیشہ و تیشہ، جنگ ورباب، نوک نثرت، بال و پر، نرم گرم اور گرد کارواں میں کنہیا لال کپور کی زبان عام فہم ہے۔ ان کا طنز و مزاح قاری کو زیریں ہنساتا ہے۔ وہ اپنے طنز و مزاح سے کسی فرد کی دل شکنی نہیں کرتے، بات میں بات پیدا کر کے قاری کو ہنساتے ہیں۔ کبھی کبھی حقائق کو اٹ پھیر کر بھی مزاح پیدا کر دیتے ہیں۔

میں ایک چھوٹا سا لڑکا ہوں ایک بہت بڑے گھر میں رہتا ہوں۔ زندگی کے دن کا ثنا ہوں، چوں کہ سب سے چھوٹا ہوں اس لیے گھر میں سب میرے بزرگ کھلاتے ہیں۔ یہ سب مجھ سے بے انتہا محبت کرتے ہیں۔ انھیں چاہے اپنی صحت کا خیال رہے نہ رہے میری صحت کا خیال ضرور ستاتا ہے۔ دادا جی کو ہی لیجیے۔ یہ مجھے گھر سے باہر نہیں نکلنے دیتے کیوں کہ باہر گرمی یا برف پڑ رہی ہے۔ بارش ہو رہی ہے یا درختوں کے پتے جھٹر رہے ہیں۔ کیا معلوم کوئی پیتا میرے سر پر تڑاخ سے لگے اور میری کھوپڑی پھوٹ جائے۔ ان کے خیال میں گھر اپھنا خاصاً قید خانہ ہونا چاہیے۔ ان کا بس چلے تو ہر ایک گھر کو جس میں بچے رہتے ہیں سینٹرل جیل میں تبدیل کر کے رکھ دیں۔ وہ فرماتے ہیں بچوں کو بزرگوں کی خدمت کرنا چاہیے۔ بھی وجہ ہے کہ وہ ہر وقت مجھ سے چلم بھرواتے یا پاؤں دبواتے رہتے ہیں۔

دادی جی بہت اچھی ہیں۔ پوپلا منہ چہرے پر بے شمار جھر یاں اور خیالات بے حد پرانے۔ ہر وقت مجھے



بھوتوں، جنوں اور چڑیلوں کی باتیں سنانہ کر ڈراتی رہتی ہیں: ”دیکھو بیٹا مندر کے پاس جو پیپل ہے، اس کے نیچے مت کھلنا۔ اس کے اوپر ایک بھوت رہتا ہے۔ آج سے پچاس سال پہلے جب میری شادی نہیں ہوئی تھی میں اپنی ایک سہیلی کے ساتھ اس پیپل کے نیچے کھیل رہی تھی کہ یک لخت میری سہیلی بے ہوش ہو گئی۔ اس طرح وہ سات دفعہ ہوش میں آئی اور سات دفعہ بے ہوش ہو گئی۔ جب اسے ہوش آیا تو اس نے چیخ کر کہا ”بھوت“ اور وہ پھر بے ہوش ہو گئی۔

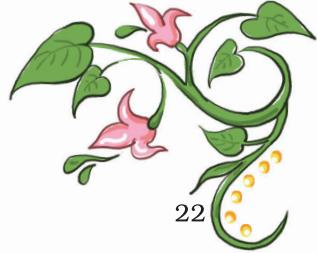


اسے گھر پہنچایا گیا جہاں وہ سات دن کے بعد مر گئی۔ اور ہاں پرانی سرائے کے پاس جو کنوں ہے اس کے نزدیک مت پھٹکنا۔ اس میں ایک چڑی میل رہتی ہے۔ وہ بچوں کا کلیج نکال کر کھا جاتی ہے۔ اس چڑی میل کی یہی خوراک ہے۔ ”پتابجی کا تکنیکی کلام ہے ”نالائق۔“ ایک اور تکنیکی کلام ہے ”جب میں طالب علم تھا۔“ وہ جب بھی مجھ سے گفتگو کرتے ہیں ان دونوں میں سے ایک تکنیکی کلام ضرور استعمال کرتے ہیں۔

”آج کتنے سوال نکالے؟“

”بھی دس۔“

”صرف دس۔ نالائق۔“



”آج تاریخ کے کتنے صفحے پڑھے؟“

”جی میں۔“

”نالائق! جب میں طالب علم تھا پچاس صفحے روز پڑھا کرتا تھا،“

”اکبر کون تھا؟“

”جی ایک بادشاہ تھا۔“

”نالائق! کہوا ایک بہت اپچھا بادشاہ تھا۔“

”امتحان کیسے رہے؟“

”جی جماعت میں تیسرارہا ہوں۔“

”نالائق! جب میں طالب علم تھا ہمیشہ اول آیا کرتا تھا۔“

”آج کتنی روٹیاں کھائیں؟“

”جی تین۔“

”نالائق! جب میں طالب علم تھا دوس روٹیاں کھایا کرتا تھا۔“



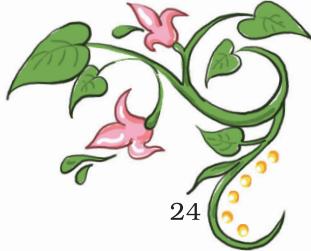
ماتا جی کو ہر وقت یہ خدشہ لگا رہتا ہے کہ پر ماتما نہ کرے اگر مجھے کچھ ہو گیا تو کیا ہو گا؟ وہ مجھے تالاب میں تیرنے کے لیے اس لینے ہیں جانے دیتیں کہ اگر میں ڈوب گیا تو؟ آتش بازی کے اناروں، پٹاخوں اور چکھڑیوں سے اس لینے ہیں کھلینے دیتیں کہ اگر میرے کپڑوں میں آگ لگ گئی تو؟ خالی پستول ہاتھ میں نہیں لینے دیتیں کہ اگر یہ چل گیا تو؟ پچھلے دنوں میں کر کٹ کھیلنا چاہتا تھا۔ ماتا جی کو پتہ لگ گیا۔ کہنے لگیں کر کٹ مت کھیلنا۔ بڑا خطرناک کھیل ہے۔ پر ماتما نہ کرے اگر گینداں نکھ پر لگ گئی تو؟

بڑے بھائی صاحب کا خیال ہے جو چیز بڑوں کے لیے بضرر ہے چھوٹوں کے لیے سخت مضر ہے۔ خود چوپیں گھٹنے پان کھاتے ہیں لیکن اگر مجھے کبھی پان کھاتا دیکھیں تو فوراً انک بھوں چڑھائیں گے۔ پان نہیں کھانا چاہیے۔ بہت گندی عادت ہے۔ سینما دیکھنے کے بہت شوقین ہیں، لیکن اگر میں اصرار کروں تو کہیں گے چھوٹوں کو فلمیں نہیں دیکھنا چاہیے۔ اخلاق پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔

اسی طرح چھوٹوں کو عطر نہیں لگانا چاہیے تاکہ ان کے کپڑوں سے خوشبو نہ آئے۔ نظمیں نہیں لکھنا چاہیں تاکہ وہ بڑے ہو کر شاعرنہ بن جائیں۔ ہنسنا نہیں چاہیے تاکہ وہ ہمیشہ اُداس رہیں۔

اب رہیں بھائی، انھیں افسانہ لکھنے اور جاسوسی ناول پڑھنے کا شوق ہے۔ ان کا اتنیہ کلام ہے لپک کے جائیو۔ جب بھی میں کمر سیدھی کرنے کے لیے لیٹتا ہوں وہ کہتی ہیں۔ ”لپک کے جائیو“ اور دل پسند بک اسٹال سے رسالہ ”سورج مکھی“ کا تازہ نمبر لے آئیو۔ اگر سورج مکھی نہ ملتے تو ”چندر مکھی“ لے آنا۔ اگر وہ بھی نہ آیا ہو تو ”تارا مکھی“ اور ہاں پوچھتے آنا ”چالاک چور“ کا دوسرا حصہ چھپ گیا کہ نہیں اور ”پھر تیلا ڈاؤ“ کب تک چھپ رہا ہے۔ ”سارا دن ایک بک اسٹال سے دوسرے بک اسٹال تک مارا مارا پھرتا ہوں کبھی ”نقاب پوش“ حصہ اُول کی تلاش میں اور کبھی ”پُر اسرا قلعہ“ حصہ دوم کی کھوج میں۔

بڑی بہن کو گانے بجائے کا شوق ہے۔ ان کی فرمائیں اس قسم کی ہوتی ہیں ”ہار مو نیم پھر خراب ہو گیا ہے۔ اسے ٹھیک کرالا۔ ستار کے دو تار ٹوٹ گئے ہیں اسے میوز یکل ہاؤس لے جاؤ۔ طبلہ بڑی خوفناک آوازیں نکالنے لگا



ہے اسے فلاں دکان پر چھوڑ آؤ۔ جب انھیں کوئی کام لینا ہو تو بڑی میٹھی بن جاتی ہیں۔ کام نہ ہو تو کاٹنے کو دوڑتی ہیں اور وہ طرح طرح کی فضول باتیں بناتی ہیں اس وقت میں انھیں زہر لگانے لگتا ہوں۔

لے دے کے سارے گھر میں ایک غم گُسار ہے اور وہ ہے میرا گُلتا ”موتی“ بڑا شریف جانور ہے۔ وہ نہ تو بھوتوں اور چڑیوں کے قصے سننا کر مجھے خوفزدہ کرنے کی کوشش کرتا نہ مجھے نالائق کہہ کر میری حوصلہ شکنی کرتا ہے اور نہ اسے جاسوسی ناول پڑھنے کا شوق ہے اور نہ ستار بجانے کا۔ بس ذرا موج میں آئے تو تھوڑا سا بھونک لیتا ہے۔ جب اپنے بزرگوں سے تنگ آ جاتا ہوں تو اسے لے کر جنگل میں نکل جاتا ہوں۔ وہاں ہم دونوں تیتریوں کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ دادا بھی اور دادی بھی سے دور۔ پتا بھی اور ما تاب بھی سے دور۔ بھابی اور بہن کی دسترس سے دور اور کبھی کبھی کسی درخت کی چھاؤں میں۔ موتی کے ساتھ مستانتے ہوئے میں سوچنے لگتا ہوں کاش! میرے بزرگ سمجھ سکتے کہ میں بھی انسان ہوں یا کاش وہ اتنی جلدی نہ بھول جاتے کہ وہ کبھی میری طرح بچتے تھے۔

(کنہیا لال کپور)

سوالات

1. بزرگوں کی زیادہ نصیحتوں سے بچوں کو کیا نقصان ہوتا ہے؟
2. مصنف کی دادی اُسے کہاں کہاں جانے سے منع کرتی تھیں؟
3. مصنف کے پتا بھی کا کیا تکمیلی کلام تھا؟
4. مصنف کے بڑے بھائی کا چھوٹے بچوں کے بارے میں کیا خیال تھا؟
5. مصنف کی بھابھی اور بہن کے کیا کیا شوق ہیں؟
6. مصنف کی بھابی کون کون سے ناول منگوانی تھیں؟